مولانا نظام الدین احمد کاظمی رام پوری

حضرت شیخ حُسام الدین مانک پوری

اور ان کی تصنیفات

مولانا شیخ حسام الدین مانک پوری (متوفی ۸۵۲ھ) ابن مولانا خواجہ ابن مولانا جلال الدین، ایک جیّد عالمِ دین اور ممتاز شیخ طریقت تھے۔ آپ کا شمار سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے بلند پایہ مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ نے قطب العالم شیخ نور الدین بن شیخ علاؤ الدین پنڈوی سے خلافت پائی اور حضرت شیخ علاؤ الدین کے پیرِ طریقت شیخ نور الدین بنگالی تھے جن کو سلطان المشائخ، محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین محمد بدایونی ثم الدہلوی سے شرف بیعت و خلافت حاصل تھا۔ حضرت شیخ مانک پوری پیر و مرشد سے اجازت و خلافت ملنے کے بعد اپنے وطنِ مالوف مانک پور واپس آئے اور ۸۰۴ھ میں جون پور تشریف لے گئے۔ ۸۵۲ھ تک جو آپ کا سال وفات ہے تقریباً ۴۸ برس جون پور میں قیام رہا، اس زمانے میں جون پور شاہانِ شرقی کی وسیع قلمرو میں شامل تھا۔ ابراہیم شاہ، محمود شاہ اور محمد شاہ شرقی سریر آرائے سلطنت تھے۔ شمالی ہند میں شاہانِ شرقی کا دورِ حکومت علم و حکمت اور شریعت و طریقت کے عروج کا عہدِ زریں تھا۔ اسی بابرکت دور میں قطب العالم شیخ نور الدین، سیّد جہاں گیر اشرف سمنانی (متوفی ۸۰۸ھ) اور خواجہ سید محمد گیسو دراز (متوفی ۸۲۵ھ) کی قیادت میں شیخ حسام الدین مانک پوری نے شریعت و طریقت کے نخلِ بار آور کی آبیاری کی اور سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کی مقدس تعلیمات کو ایسے مؤثر اور دلکش انداز میں پیش کیا کہ ہزاروں بندگانِ خدا آپ کے دائرۂ عقیدت و ارادت میں داخل ہو کر اس سلسلۂ عالیہ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ پھر آپ کے کثیر التعداد خلفا نے سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے شیوع و فروغ کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔

حقیقت طلبی اور خدا شناسی کی راہ میں اتباعِ کتاب و سنت کے ساتھ ساتھ مشائخ کرام کی تعلیمات بنی نوعِ انسان کے لیے ہمیشہ دلیلِ راہ ثابت ہوئی ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے ان کے ملفوظات

مکتوبات کی اہمیت و افادیت تسلیم شدہ ہے۔ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے جن مشائخ کرام کے ملفوظات و مکتوبات آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں مرتب ہوئے، ان میں حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود "روشن چراغ"، حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز، میر سید محمد بن جعفر مکی، میر سید اشرف جہانگیر سمنانی اور شیخ حسام الدین مانک پوری کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اوّل الذکر چار حضرات کے ملفوظات اور مکتوبات کی اشاعت و طباعت ہو چکی ہے لیکن شیخ مانک پوری کے ملفوظات و مکتوبات تاحال پردۂ خفا میں ہیں۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی مشہور کتاب "اخبار الاخیار" میں صرف ملفوظات کا ذکر کیا ہے۔ شیخ حسام الدین مانک پوری کی دوسری تصنیفات اور مکتوبات کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبد الحق کو ان کی تصنیفات کا علم نہیں تھا۔ مجموعۂ ملفوظات "رفیق العارفین" کا بھی کوئی مکمل و مرتب نسخہ ان کے پیشِ نظر نہ تھا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ملفوظات کے مؤلف کا نام "اخبار الاخیار" میں مذکور نہیں۔ اور تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ملفوظات ان کے بعض مریدوں نے جمع کیے ہیں۔ شیخ مانک پوری اور ان کے ملفوظات کے بارے میں صاحبِ "اخبار الاخیار" کا مختصر بیان درج ذیل ہے:

"شیخ حسام الدین مانک پوری مرید و خلیفۂ شیخ نور قطبِ عالم از اعیانِ مشائخ وقتِ خود بود، عالم بود بعلم طریقت و شریعت۔ او را ملفوظات است مسمیٰ بہ رفیق العارفین کہ بعضے از مریدانِ وے جمع کردہ است"[۱]

مندرجہ بالا عبارت کے بعد حضرت شیخ مانک پوری کے چند ملفوظات نقل کیے گئے ہیں۔ دوسری تصنیفات کا ذکر "اخبار الاخیار" میں نہیں ہے۔

"رفیق العارفین" کا جو مکمل قلمی نسخہ راقم الحروف کے پیشِ نظر ہے اندازاً بارھویں صدی ہجری کا مخطوطہ ہے اور ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ کاتب کا نام اور سن کتابت درج نہیں ہے۔ دیباچے میں مولفِ ملفوظات نے اپنا نام فرید، باپ کا نام سالار، دادا کا نام محمد اور پردادا کا نام محمود عراقی لکھا ہے۔ یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ وہ حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری کا خادم اور مرید ہے اور ملفوظات کے

---

[۱] اخبار الاخیار ص ۱۷۱ مطبع مجتبائی دہلی

مجموعے کا پورا نام "رفیق العارفین علیٰ ارشاد الطرق ومقصد العاشقین" ہے۔ یہ مجموعہ چالیس فصلوں پر منقسم ہے اور ہر فصل میں الگ الگ عنوان کے تحت تصوف و سلوک کے اہم مسائل کو عمدہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ مجموعۂ ملفوظات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ صاحبِ ملفوظات کی حیات میں مرتب کیا گیا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ان کی نظرِ فیض اثر اور حسنِ قبول سے بھی مشرف ہوا ہو، رفیق العارفین کی درج ذیل عبارت سے ان امور کی تصدیق ہوتی ہے۔

"وبعدہٗ می گوید فقیر حقیر الراجی الی رحمۃ اللہ المعبود الباقی فرید بن سالار بن محمد ابن محمود العراقی چوں این فقیر در سلسلۂ پیر دستگیر حضرت باعظمت قطب الزماں غوث الانسان، استاد الطریقہ، مرشد الحقیقہ، شیخ الاسلام والمسلمین شیخ حسام الحق والحقیقۃ والشرع والدین المانک پوری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ ونور قلوب المومنین بلقائہ کہ جمالِ ظاہر او را غایتے نہ وحسنِ باطن اُو را نہایتے نہ۔ آویخت و در سلکِ سُکانِ خاص منسلک شد، درمیانِ خدامِ عام اقامہ یافت، کلمات دربار و دلآویزِ حضرت باعظمت کہ محیطِ عذب بے ساحل است بہوشِ جاں می شنید و بگوشِ دل جامی گرد۔ چند دُرِ گراں مایہ وگوہر قیمتی ازاں جمع کردہ برائے زیورِ خاص وعام در سلک درآوردہ وآں را "رفیق العارفین علیٰ ارشاد الطرق ومقصد العاشقین" نام نہادہ وبہ نظم تحریر منظم گردانیدہ وبہ چہل فصل مرتب گشت تا سالکانِ راہِ طریقت، وفا صلانِ کوئے حقیقت رفیق ساختہ بر طریق روند و طالبانِ صادق را بعد علم و عمل با حضورِ دل رُشد حاصل شود و آراستگیِ ظاہر و باطن پدید آید و حسنِ محبوب در دلِ شاں بہ جلوہ گری درآید، شاہدِ مطلوب کہ مقصودِ طالبان است روئے نماید بفضل اللہ عزوجل وکمال کرمہ بحرمۃ النبی وآلہ واصحابہ اجمعین۔

ملفوظات کے عنوانات اور فصول کی تفصیل و ترتیب حسبِ ذیل ہے:

فصل اوّل در توبہ۔ فصل دوم در ارادت۔ فصل سوم در خلوت۔ فصلِ چہارم در ذکر۔ فصل پنجم در منازل سلوک۔ فصل ششم در مراقبہ۔ فصل ہفتم در عشق و شوق۔ فصل ہشتم در مشاہدہ۔ فصل نہم در توحید۔ فصل دہم در سماع۔ فصل یازدہم در یقین۔ فصل دوازدہم در توکل۔ فصل سیزدہم در قناعت۔ فصل چہاردہم در انفاق۔ فصل پانزدہم در ایقان بالقدر۔ فصل شانزدہم در ترک۔ فصل ہفدہم در انکسارِ نفس۔ فصل ہشدہم در ایمان۔ فصل نوزدہم در خوف و رجا۔ فصل بستم در غربت۔ فصل بست

و یکم در زندہ داشتن شب۔ فصل بست و دوم در تقویٰ۔ فصل بست و سوم در صوم۔ فصل بست و چہارم در اوراد۔ فصل بست و پنجم در نمازِ شبِ جمعہ۔ فصل بست و ششم در نماز و دعا برائے قضائے حاجات و کفایتِ مہمات۔ فصل بست و ہفتم در نماز معکوس۔ فصل بست و ہشتم در سترِ عورت۔ فصل بست و نہم در تحمل و تواضع۔ فصل سی ام در محبت و مدارات۔ فصل سی و یکم در لباس۔ فصل سی و دوم در نفس راندن۔ فصل سی و سوم در فتوح۔ فصل سی و چہارم در اعراس۔ فصل سی و پنجم در صدقہ۔ فصل سی و ششم در رضا و تسلیم۔ فصل سی و ہفتم در اُنس۔ فصل سی و ہشتم در وصال۔ فصل سی و نہم در آداب۔ فصل چہلم در فوائد متفرقہ۔

حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری کے ملفوظات کی ترتیب و تالیف سے متعلق مندرجہ بالا معلومات صرف "رفیق العارفین" کے مطالعے سے حاصل ہوئی ہیں۔ مشائخ اور علما کے تذکروں کی مشہور کتابیں ان تفصیلات سے خالی ہیں۔

"اخبار الاخیار" کی تحریر و تالیف کا سلسلہ شیخ مانک پوری کی وفات کے ایک سو چالیس[۱۴۰] سال کے بعد ۹۹۳ھ سے شروع ہو کر ۹۹۹ھ تک جاری رہا۔ غالباً یہ پہلا تذکرہ ہے جس میں پہلی مرتبہ شیخ حسام الدین کے مجموعہ ملفوظات کا اس کے نام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ذکر اگرچہ مجمل و مبہم ہے لیکن اسے اوّلیت کا درجہ حاصل ہے۔ اخبار الاخیار کے بعد شیخ محمد غوثی شطاری گجراتی، مانڈوی (متوفی ۱۰۲۵ھ) نے اپنی کتاب "تذکرہ گلزار ابرار" میں شیخ حسام الدین مانک پوری کا ذکرِ خیر قدرے تفصیل سے کیا ہے اور "رفیق العارفین" کے تذکرے سے پہلے آپ کے مجموعہ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"شیخ شہاب الدین مانک پوری آپ کے بزرگ خلفا میں سے ہیں۔ انھوں نے اپنے پیر کے تمام مکتوبات کو فراہم کر کے ایک جلد بنالی تھی جو پیر نے اپنے فرزندوں اور خلفا کے نام لکھے تھے۔ تعدادِ مکتوبات ایک سو اکیس[۱۲۱] ہے۔ ان مکتوبات میں زیادہ حصہ ان مکتوبات کا ہے جو مولانا نے اپنے بڑے اور عزیز ترین فرزند شیخ فیض اللہ کے نام لکھے تھے۔ شیخ فیض اللہ قاضی شاہ کے نام سے نامزد ہیں۔ چند خطوط اپنے دوسرے بیٹے شیخ احمد کے نام بھیجے تھے۔ شیخ احمد کو آپ شیخ بڈھا، نورِ دیدہ اور دیدۂ نور کہا کرتے تھے۔ بعض خطوط شیخ نعمت اللہ کے نام ہیں، شیخ نعمت اللہ لوگوں میں شیخ نتھو کے نام سے مشہور ہیں اور کچھ حصہ خطوں کا ایسا ہے جو شیخ زاہد، شیخ اکمل، شیخ راجن اور شیخ اخوند عالم مشہور بہ

عاشق کے نام بھی لکھے ہیں۔ یہ سب شیخ نور قطب عالم کے نواسے ہیں۔ ان سب کو خطوں اور پیغاموں کے ذریعہ سے تلقین فرمائی ہے۔ سلوک طریقت میں عالی مقامات تک پہنچایا، خلافت کا خلعت پہنایا۔ ہدایت یابی اور ہدایت دہی کا مرتبہ عطا کیا۔ لیکن سجادہ نشینی بڑے بیٹے شیخ فیض اللہ ہی کو عطا ہوئی۔ علیٰ ہٰذا القیاس آج تک شیخ فیض اللہ کے فرزند درجہ بدرجہ اپنے دادا کی جگہ سجادہ نشین ہوتے چلے آتے ہیں۔ تمام بنگالہ والے متفق اللفظ کہتے ہیں کہ مخدوم حسام کے ایک سو بیس (۱۲۰) خلیفہ تھے جو صاحبِ کمال تھے۔ ان میں سے (۱) سید مسعود بن سید ظہیر الدین فتح پوری جو شیخ سیدن کے نام سے مشہور ہیں (۲) سید حامد شاہ بن سید راجہ شاہ مانک پوری (۳) سید محمد امیر بدھا جن کا لقب سید صوفی ہے (۴) مولانا کمال الدین اعزہ اللہ (۵) مولانا شہر اللہ ابو القاسم ملتانی لکھنوری (۶) شیخ نصیر الدین بن شہر اللہ لکھنوری (۷) مولانا فرید الدین سالار عراقی (۸) شیخ احمد قنوجی (۹) معین الاسلام اودھی۔ (۱۰) مولانا منہاج الدین بہاری (۱۱) مولانا جمال الدین حسن فخر (۱۲) شیخ ضیاء الدین یوسف ابن داؤد کردی (۱۳) مولانا سوندھو کردی (۱۴) مولانا محمد علا کردی (۱۵) شیخ تاج شہاب مانک پوری جن کا لقب ارزانی شاہ ہے۔ یہ تمام صدر الذکر اصحاب اکابر زمانہ کے پیشوا تھے، بعض اہلِ باطن تھے اور بعض اہلِ ظاہر اور بیان تھے، قدس اللہ اسرارہم۔ ایک رسالہ ہے "رفیق العارفین" نام جس میں آپ کے ایک مرید نے آپ کی دلچسپ باتیں فراہم کی ہیں۔"[۵۲]

شیخ محمد غوثی شطاری، حضرت شیخ عبد الحق کے معاصر اور خواجہ تاش تھے۔ علامہ شیخ وجیہ الدین گجراتی سے انھیں شرفِ تلمذ اور فیضِ باطنی حاصل تھا۔ اپنے زمانے کے اہل اللہ اور اہلِ علم میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ فارسی شعر و ادب کے مزاج داں اور ادا شناس تھے۔ ان کا اندازِ بیان عارفانہ اور طرزِ تحریر عالمانہ ہے۔ یہ بات بے خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ "گلزارِ ابرار" کا معیار کسی اعتبار سے "اخبار الاخیار" سے کم نہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے۔ تذکرۂ گلزارِ ابرار اگرچہ تا حال طبع نہیں ہوا لیکن اس کا اردو ترجمہ "اذکارِ ابرار" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس ترجمے کی منقولہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخ مانک پوری کے مکتوبات آپ کے ایک خلیفہ شیخ شہاب الدین مانک پوری

---

۵۲ منقول از اذکارِ ابرار ترجمہ گلزارِ ابرار فارسی، صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷، مطبوعہ لاہور۔

نے فراہم کرکے نام بنام کتابی شکل میں مرتب کیے۔ راقم السطور کے نزدیک شیخ شطاری پہلے تذکرہ نگار ہیں جنھوں نے شیخ مانک پوری کے مکتوبات اور اُن کو مرتب کرنے والے کے بارے میں ضروری معلومات بہم پہنچائیں۔ مکتوبات کا تعارف شیخ شطاری نے جس عالمانہ انداز میں کرایا ہے، اس سے ان کی بالغ النظری کا ثبوت ملتا ہے اور مکتوبات کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ شیخ حسام الدین مانک پوری قدس سرہٗ کے ایک سو اکیس ۱۲۱ مکتوبات کا یہ نادر قلمی مجموعہ بھی ان کے ملفوظات کی طرح " انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز " تغلق آباد۔ دہلی ۱۰۰۶۲ کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کے مطالعہ سے اُن توضیحات کی تصدیق ہوتی ہے جو صاحب " گلزارِ ابرار " نے حضرت شیخ مانک پوری کے مکتوبات کے ضمن میں بیان کی ہیں۔

مجموعۂ مکتوبات کے دیباچے کی فارسی عبارت شیخ شطاری کے بیان کی توثیق کے لیے ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

" حمدِ متواتر و وافر و ثنائی متکاثر مر صانعی را کہ جمیع مصنوعات بخطابِ واحد از کشورِ عدم در عالمِ وجود آورد و خاکِ ضعیف کہ در پائے ہر کسی و ناکسی افتادہ بود، بر آورد و بہ ہمہ برگزید و تاج معرفت و دواجِ عصمت بر سرش نہاد و تحفہ درود بروحِ مطہر سیدِ عالم، خلاصۂ اولاد آدم احمد مجتبیٰ و محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و بر آل و بر اصحابِ او نثار باد۔ می گوید خاک روبِ آستانۂ عُلیا، بندگی قطب الاولیا، تاج الاتقیا، برہان الاصفیا، سلطان العاشقین، شیخ الاسلام والمسلمین شیخ حسام الحق والحقیقۃ والشرع والدین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ، ارزانی شہاب کہ یکی از خاکروبانِ زمرۂ سُکانِ آنحضرت عالی و خانقاہ متعالی است چوں عمرے زیر پایگاہِ سُکانِ آں درگاہ بر آمد خواست کہ الفاظِ دُر بار و کلماتِ گوہر نثار بندگی شیخ الاسلام والمسلمین چیزے جمع کند و بسلکِ صحیفہ منسلک گرداند۔ نخست شروع کرد در جمع مکتوبات کہ اسرار معانی و مقصودِ روحانی دراں ظہور یافتہ، و مندرج گشتہ تا ہر صاحب دولتی کہ آنرا بنظرِ تحقیق و بدیدۂ توفیق مطالعہ کند و برآں عمل نماید از خوابِ غفلت بیدار گردد و از کارِ لایعنی و پریشانی ہوشیار شود و چیز یکہ مقصودِ سالکان و مطلوبِ عالمیان است بدست آرد۔" واللہ اعلم الموفق باتمام۔

دیباچے کی مندرجۂ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ جامعِ مکتوبات شیخ شہاب الدین ارزانی ہیں اور مکتوبات کا یہ مجموعہ جو ایک سو اکیس ۱۲۱ مکاتیب پر مشتمل ہے، انھوں نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری

کی حیات میں مرتب کر لیا تھا" متع اللہ المسلمین بطول بقائہ (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور مسلمان ان کی حیاتِ طیبہ سے متمتع اور مستفید ہوتے رہیں) سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

اخبار الاخیار اور گلزارِ ابرار کے بعد شیخ عبدالرحمٰن چشتی نے اپنی کتاب "مرآۃ الاسرار" میں حضرت شیخ مانک پوری اور اُن کے خلیفہ راجی سید حامد شاہ کا ذکر بہت عقیدت و احترام کے ساتھ کیا ہے۔ ۱۰۵۲ھ میں حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے باطنی ارشاد کی تعمیل میں نہایت شوق و ذوق کے ساتھ دونوں بزرگوں کے مزار پہ حاضر ہوتے اور فیوضِ باطنی حاصل کیے، ضمناً شیخ مانک پوری کی تصنیفات کا ذکر بھی کیا ہے۔ سنداً مرآۃ الاسرار کی اصل عبارت کے اقتباسات درج ذیل ہیں:

"فقیر کاتبِ حروف عبدالرحمٰن چشتی بارہا بہ شرف زیارت حضرت شیخ حسام الدین و راجی سید حامد شہ مشرف سعادت نہار ذوق ہا حاصل کردہ است و در سنہ یک ہزار و پنجاہ و دو ہجری (۱۰۵۲ھ) کہ بجہت دریافت سعادت زیارت پیران دہلی رفتہ بود وقت برگشتن حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ در معاملہ فرمود اوّل زیارتِ شیخ حسام الدین مانک پوری کردہ بعد ازاں بخانہ خود خواہی رفت۔ پس ایں نیازمند بموجب اجازت از دہلی بہ مانک پور رسید و بشرفِ زیارت آں آفتابِ ولایت و ماہتابِ سیادت یعنی مخدوم شیخ حسام الدین و راجی سید حامد شہ مشرف گردید و دریں مرتبہ ذوق و احوالِ عجیب معائنہ افتاد و نعمتِ عظمیٰ درحق ایں عاصی عطا فرمودند کہ قلم از تحریر آں عاجز است ___ اور اتصنیفات خوبست یکی انیس العاشقین۔ دوم رسالہ محبوبہ۔ سوم یک صد و بست و یک مکتوبات کہ بہ اسم صفا خود نوشتہ۔ اکثر در بیانِ عشق و محبت و در ذوقِ فنا مطلق واقع شدہ اند"[۵۳]

مرآۃ الاسرار کی محررہ بالا عبارت میں ملفوظات کو چھوڑ کر شیخ حسام الدین مانک پوری کی تین تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے "مکتوبات کا ذکر" گلزارِ ابرار کے حوالے سے اس مضمون میں ہو چکا۔ ملفوظات کا بیان اگرچہ شیخ عبدالرحمٰن نے نہیں کیا لیکن ان کا کتابی صورت میں "رفیق العارفین" کے نام سے موجود ہونا ثابت ہے۔ البتہ "انیس العاشقین" اور "رسالہ محبوبہ" کا نام دوسرے تذکروں میں نہیں ملتا۔ تاہم انیس العاشقین کا ایک جدید الکتابت اور کثیر الاغلاط نسخہ بھی دستیاب

---

۵۳ نسخہ خطی کتاب "مرآۃ الاسرار" مکتوبہ ۱۱۳۲ھ

ہوگیا جس کے مطالعے سے یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی کہ وہ مخدوم شیخ حسام الدین مانک پوری کی پہلی اور اہم تصنیف ہے۔ فرماتے ہیں :

"چوں فقیر حقیر خاک پائے کبیر و صغیر حسام الدین کہ یکے از خاکروبانِ آستانہ حضرت قطب العالمین، ماحی البدعۃ والضلالۃ محی السنۃ والجماعۃ ——— ابقاہ اللہ تعالیٰ دید کہ اکثر طالبانِ دین و صوفیانِ اہلِ یقین در طلبِ معرفت و محبتِ رب العالمین چست و چالاک خاستند و قبائے توفیق بر تنہائے ایشاں رفیق کردند۔ پس در دلِ ایں شرمسار اندک کردار، بسیار گفتار باعث پیدا شد کہ یک رسالہ از بہر طالبانِ حضرتِ خالق در بیانِ معرفتِ تصوف و حقیقتِ آں باید نوشت کہ تصوف از کجاست و اوّل صوفی در جہاں کہ شد و خرقہ و مقراض از سنتِ کیست و عشق چیست و عاشق کیست و سر یکے را بہ دلائل صحیح از لسانِ فصیح خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و از اقوالِ مشائخ کبار و عارفان اہلِ اسرار بفیض و فضل رحمٰن و بعنایتِ حضرتِ مستعان بہ چہار فصل نبشتہ شد و ایں رسالہ را "انیس العاشقین" نام نہادہ آمد (۱) فصلِ اوّل در بیانِ معرفتِ تصوف (۲) فصل دوم در بیانِ عشق و ماہیتِ آں (۳) فصل سوم در بیانِ صفتِ عاشق و سیر آں (۴) فصلِ چہارم در بیان وصول الی اللہ و طریقِ آں۔"

انیس العاشقین اگرچہ مختصر رسالہ ہے اور کل چار فصلوں پر مشتمل ہے لیکن حقیقت و معرفت، سلوک و تصوف، عشق و محبت اور وصول الی اللہ کے جو آداب اور طریقے اس میں بیان کیے گئے ہیں وہ سالکان طریقت اور رہ نوردانِ معرفت کے لیے دلیلِ راہ اور مشعلِ ہدایت ہیں۔ مخدوم شیخ حسام الدین مانک پوری کی مذکورۂ بالا تصنیفات صحت و اہتمام کے ساتھ طبع ہو کر منصۂ شہود پر آجائیں تو یہ کام برصغیر میں اسلامی تصوف کی اشاعت و تبلیغ کے لیے بہت مفید ہوگا اور اس طرح مشائخ چشتیہ نظامیہ کے متہم بالشان تبلیغی اور اصلاحی کاموں کا مفصل و مکمل لائحۂ عمل سامنے آجائے گا۔

(بشکریہ "برہان" دہلی۔ جولائی ۱۹۷۹)